70367-طلب کیے بغیر ملازم کو رقم دینے کا حکم

سوال

دینی التزام کرنے والا میرا ایک نوجوان دوست وزارت مالیہ میں ملازم ہے ، دوران ڈیوٹی محکمہ میں آنے والے کچھ لوگ اپنا کام کروانے آتے ہیں تو وہ ان کا کام جلد نپٹانے اور ان کے کام میں آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے ، تو لوگ اسے کچھ نہ کچھ رقم دینے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑی شدت کے ساتھ لینے پر اصرار کرتے ہیں ، لیکن وہ سختی سے انکار کر دیتا ہے ، حتی کہ کام کروانے والا اتنا اصرار کرتا ہے کہ لوگ بھی ان کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں ، کام کرانے والا شخص کہتا ہے : میں یہ رقم اپنی رضامندی اور خوشی سے دے رہا ہوں ، اور بعض اوقات تو وہ رقم اس کے سامنے پھینک کر چلے جاتے ہیں ، اور بعض اوقات تو ان کے مابین تو جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ، اس لیے اسے کیا کرنا چاہیے ؟

کیا اس کے لیے مال لینا حلال اور پاکیزہ ہے ، یا کہ اس پر حرام ہے ، اور وہ اس رقم کا کیا کرے ؟

پسندیدہ جواب

کام کی بنا پر ملازم کو جو ہدیہ دیا
جاتا ہے وہ لینا جائز نہیں ، کیونکہ یہ حرام رشوت میں شمار ہوتی ہے ، چاہے ملازم اس
کا ارادہ نہ بھی کرے ؛ کیونکہ غالب طور پر ہدیہ وغیرہ دینے والا شخص اسے تو صرف دے
ہی اس لیے رہا ہے کہ وہ اس کے کام میں آسانی پیدا کرے ، یا پھر آئندہ اس کے ساتھ
بہتر سلوک کرے .

لیکن ملازم کو وہ ہدیہ جو اس کی رشتہ
داری یا دوستی کی بنا پر دیا جاتا ہے ، نہ کہ اس کی ڈیوٹی اور کام کی بنا پر تو یہ
اس کے لیے جائز ہے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلتے ہوئے اسے یہ ہدیہ
قبول کر لینا چاہیے .

کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ
قبول فرمایا کرتے تھے ، اور اس بدلہ دیا کرتے تھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2585).

یثیب علیھا : کا معنی یہ ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ دینے والے کو اس کا بدلہ دیتے ہوئے اس ہدیہ کے بدلے

کوئی عطیہ دیا کرتے تھے.

حرام اور جائز ہدیہ میں فرق یہ ہے
کہ :

جو ہدیہ انسان کے کام اور ڈیوٹی کی
وجہ سے ہو تو وہ حرام ہے، اس لیے انسان کو اپنی حالت دیکھنی چاہیے کہ اگر وہ اس
ڈیوٹی پر نہ ہوتا تو کیا اسے ہدیہ جاتا یا نہیں ؟

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
بھی یہی چیز اپنے اس فرمان میں بیان فرمائی ہے :

"تو وہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر
انتظار کیوں نہ کرتا رہے کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں ؟"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1832).

اور ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالی
عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد کے ایک شخص کی زکاۃ
پر ڈیوٹی لگائی، اور جب وہ واپس آیا تو کہنے لگا :

یہ تمہارا ہے، اور یہ مجھے ہدیہ دیا
گیا ہے.

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور پھر فرمایا :

"اس ملازم کا کیا حال ہے جسے ہم کسی
کام کے لیے بھیجتے ہیں پھر وہ آکر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کا ہے اور یہ میرا، تو وہ
اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر انتظار کیوں نہ کرتا رہا کہ آیا اسے ہدیہ دیا جاتا ہے
یا نہیں ؟!

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے وہ جو بھی لائے گا روز قیامت اس نے اسے اپنی گردن پر اٹھایا ہوا ہو گا، اگر

تو وہ اونٹ ہوا تو آواز نکال رہا ہوگا، یا گائے بھائیں بھائیں کر رہی گی، یا بکری
ممیا رہی ہوگی.

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا ہاتھ بلند فرمائے حتی کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی
سفیدی دیکھی، اور فرمایا:

خبر دار میں نے پہنچا دیا ہے، آپ نے
یہ کلمات تین بار فرمائے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (7174) صحیح
مسلم حدیث نمبر (1832).

الرغاء: اونٹ کی آواز کو کہتے ہیں.

الخوار: گائے کی آواز کو کہا جاتا
ہے.

الیعار: بکری کے ممیانے کی آواز کو
کہتے ہیں.

عفرتی ابطیہ: یعنی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی.

تو یہ حدیث شریف ملازمین کو ان کے
کام کی بنا پر دیے جانے والے مال کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اور روز قیامت وہ ملازم
اس نے جو کچھ بھی لیا ہوگا اٹھا کر لائے گا چاہے وہ اونٹ ہو یا گائے یا بکری، اللہ
تعالی اس سے محفوظ رکھے.

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں
درج ہے:

سوال:

ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کا حکم
کیا ہے جسے دوران کام بغیر کسی مطالبہ کے کچھ رقم دی جائے، یا پھر اس نے وہ رقم
لینے کے لیے کوئی حیلہ بازی کی ہو.

اس کی مثال یہ ہے کہ : محلہ کے ناظم
یا نمبردار کے پاس لوگ تعارفی لیٹر لینے آتے ہیں کہ وہ اس کے محلہ میں رہائش پذیر
ہیں، اوراس کے عوض میں وہ اسے پیسے دیتے ہیں... توکیا اس کے لیے یہ رقم لینی
جائز ہے، اور کیا یہ مال حلال شمار ہوگا ؟

اور کیا اس کا استدلال درج ذیل حدیث
سے کیا جاسکتا ہے :

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ
سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا :

مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کچھ مال بطور عطیہ دیا کرتے تھے، تومیں انہیں عرض کرتا : آپ یہ مال اسے دیں جو مجھ
سے بھی زیادہ محتاج اور ضرورتمند ہو، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے :

"اسے لے لو، جب اس مال میں سے کچھ
تیرے پاس بغیر مانگے آئے اور نہ ہی تو اسے جھانکنے والا ہو تو اسے لیکر اسے اپنا
مال بناؤ اور پھر اگر چاہو تو اسے صدقہ کردو، اور جو نہ آئے تو اپنے آپ کو اس کے
پیچھے مت لگاؤ"

سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں : توعبد
اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کسی سے بھی کبھی کوئی چیز طلب نہیں کرتے تھے، اور
اگر انہیں کوئی عطیہ دیا جاتا تو اسے رد نہیں کرتے تھے"

صحیح بخاری اور صحیح مسلم.؟

اس کے جواب میں کمیٹی کا کہنا تھا :

جواب :

اگر تو واقعتا ایسا ہی ہے جیسا کہ
سوال میں بیان ہوا ہے تو پھر محلہ کے ناظم یا نمبر دار کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ حرام
ہے؛ کیونکہ وہ رشوت ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث کے ساتھ اس موضوع
کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے؛ کیونکہ وہ حدیث تو اس شخص کے متعلق ہے جسے
مسلمانوں کے بیت المال سے مسلمانوں کا حکمران بغیر کسی سوال اور طلب کرنے یا بغیر
جھانکے کسی شخص کو عطا کرے" انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث
العلمیۃ والافتاء (548/23).

اس بحث کا حاصل یہ ہوا کہ :

آپ کے دوست کو یہ مال لینے سے انکار
کرنا چاہیے، چاہے دینے والے کتنا بھی اصرار کریں، اور یہ انہیں یہ سمجھانا ضروری ہے
کہ یہ اس کے لیے جائز نہیں، اور ایسا کرنے سے ان کے خیالات بھی بہتر ہو جائینگی اور
وہ خوش ہونگے، اور پھر اس سے یہ شرعی حکم بھی عام ہو گا جس سے بہت سارے لوگ جاہل
ہیں.

واللہ اعلم .